

## چھوٹے گناہوں سے بچئے!

ڈاکٹر طاہر مسعود<sup>○</sup>

گناہ بڑے بھی ہوتے ہیں اور چھوٹے بھی۔ ہم لوگ سمجھتے یہ ہیں کہ گرفت اور پکڑ خداوند تعالیٰ کی جانب سے صرف بڑے بڑے گناہوں کی ہوگی اور چھوٹے چھوٹے گناہوں کو تو ویسے ہی معاف کر دیا جائے گا۔ اسی لیے چھوٹے گناہوں کی طرف سے عام طور پر لاپرواہی برتی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر غیبت اور دوسروں کی عیب جوئی کا معاملہ ہی لیجئے۔

ہم لوگوں کی عادت ہے کہ جس محفل میں بھی بیٹھتے ہیں تھوڑی ہی دیر میں دوسروں کی عیب جوئی کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کسی کی غیر موجودگی میں اسے بُرے لقب اور بُرے لفظوں سے یاد کرنا اتنی بُری بات ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں اُسے مُردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے اور روایات میں اس بد عادت پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔

غور کیجئے کہ اس بُرائی کا منبع کیا ہے، اور ہم لوگ کیوں دوسروں کو ان کی غیر موجودگی میں بُرے لفظوں میں یاد کرتے ہیں؟ اس کی ایک بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ ہم کسی کی بُرائی اس کے سامنے کرنے کی ہمت اور اخلاقی جرأت نہیں رکھتے۔ اگر ہم کسی میں کوئی بُری عادت دیکھیں تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ نہایت اخلاق اور تہذیب و شائستگی سے اسے اس کی بُری عادت سے آگاہ کر دیں۔ لیکن ہم ایسا نہیں کرتے۔ اس کے سامنے تو ہم خاموش رہتے ہیں اور اُس کے آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہی دوسروں سے اس کی شکایت اور لگائی بھجائی میں مگن ہو جاتے ہیں۔

اس طرح ہم اپنے اندر ایک طرح کا اطمینان محسوس کرتے ہیں جیسے ہم نے بدلہ لے لیا ہو،

○ سابق صدر شعبہ ابلاغیات، کراچی یونیورسٹی، کراچی

یا دوسرے کو اس کے کیے کی سزا دے دی ہو۔ مگر اس کا فائدہ کیا ہے؟ کیا ہماری شکایت اور لگائی بھجائی سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے جس کی ہم شکایت کرتے ہیں؟ نہیں، ہرگز بھی نہیں۔ اکثر صورتوں میں تو اس شخص کو پتا بھی نہیں چل پاتا کہ اس کی بابت غیر موجودگی میں کیا باتیں کی گئیں۔ قرآن حکیم میں آیا ہے کہ معمولی سے معمولی بُرائی کی بھی پکڑ ہے، اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا بھی اجر ہے۔ ذرا کبھی بیٹھ کر حساب تو لگائیں کہ ہم ایک روز میں اوسطاً کتنی دیر دوسروں کی غیبت کرتے ہیں اور پھر ہفتے میں کتنی دیر اور مہینے اور سال میں کتنی دیر اس عادتِ بد میں گرفتار رہتے ہیں؟ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ ہم برسوں اور مہینوں میں اپنی عمر کا بڑا حصہ اسی گناہ کو سمیٹنے میں لگا دیتے ہیں اور ہمارے اعمال میں صرف غیبت کی مد میں گناہوں کا ایک پہاڑ کھڑا ہو جاتا ہے۔ جس کی طرف ہماری کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ روز حساب گناہوں کا یہ پہاڑ ہماری ساری نیکیوں اور ثواب کو ہڑپ کر لے گا اور ہمارے دامن میں جنت میں جانے کے لیے کچھ نہیں بچے گا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ صرف غیبت اور لگائی بھجائی ہی سے نہیں، ان تمام چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچیں جو ہمیں روزِ آخرت رُسوا کر کے رہیں گے۔

اسی طرح ایک اور بیماری ہمارے اندر دوسروں کی دل آزاری ہے۔

ہم گفتگو کرتے وقت لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور مخاطب کو کوئی ایسی بات ضرور کہہ دیتے ہیں، جس سے اس کے دل کو تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ ہم تو اپنی بات کہہ کر نکل جاتے ہیں، یا بھول جاتے ہیں، لیکن جس سے کہتے ہیں وہ اندرونی تکلیف میں مدتوں مبتلا رہتا ہے۔ دوسروں کا مذاق اڑانا، طنز کے تیر چلانا، سخت کلامی سے پیش آنا --- یہ وہ باتیں ہیں جو براہِ راست دل کو اذیت پہنچاتی ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے بجا طور پر، یہ بار بار سمجھایا اور ذہن نشین کرانا چاہا ہے کہ ”شُرک کے بعد دوسرا بڑا گناہ جو معاف نہیں ہوگا وہ دل آزاری ہے“، اور یہ بات بڑی حد تک سچی معلوم ہوتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دل آزاری کے گناہ کو اس وقت تک معاف نہیں کرے گا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کا دل دکھایا گیا ہے۔ اس لیے گفتگو کرتے ہوئے یا کسی سے معاملے کی بات کرتے ہوئے محتاط رہنا چاہیے اور دل دکھانے والی کوئی بات منہ سے نادانستہ نکل ہی جائے، تو اس کی ضرور معذرت کر لینی چاہیے اور معاملہ صاف کر لینا چاہیے۔

اسی طرح ایک اور بیماری بے حسی کی ہے۔

اس کا تعلق لاپرواہی سے ہے کہ ہم اپنی ذات اور اس کی تکلیف کے حوالے سے تو بہت حساس ہوتے ہیں، لیکن ہماری ذات سے دوسروں کو تکلیف پہنچ رہی ہے، اس بارے میں ہم بہت بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی کی گاڑی کے پیچھے اپنی گاڑی پارک کرنا، اپنے گھر کا کوڑا کرکٹ دوسرے کے گھر کے سامنے پھینک دینا، گھر یا گاڑی میں زور زور سے گانے بجا کر پڑوسیوں اور راہگیروں کو اذیت پہنچانا، پبلک مقامات میں سگریٹ نوشی کے ذریعے دوسروں کو تکلیف دینا، بیچ راستے میں شامیانے لگا کر گھریلو تقریبات منعقد کر کے آنے جانے والوں کو پریشان کرنا، جلسوں اور جلوسوں کے لیے پوری پوری شاہراہیں بند کر کے ہزاروں مسافروں اور مجبوروں کو اذیت پہنچانا۔ یہ اور اس طرح کے بے شمار مواقع پر ہم اپنی بے حسی سے دوسروں کے لیے تکلیف اور ذہنی کوفت کا سامان اکٹھا کرتے ہیں۔ کیا آپ کے خیال میں ان باتوں کی پُرسش نہ ہوگی؟ یقیناً ہوگی اور بہت سخت ہوگی۔

فقہ کا ایک اصول یہ ہے کہ چھوٹے گناہوں یعنی صغیرہ گناہوں پر اصرار اسے بڑا گناہ یعنی گناہ کبیرہ بنا دیتا ہے۔ اس لیے ہمیں چھوٹے گناہوں سے بہت ڈرنا چاہیے۔ بالکل اس طرح جیسا کہ ہم چھوٹے چھوٹے مگر زہریلے کیڑے کلوڑوں سے ڈرتے ہیں۔